ABSTRACT (Barakat -e- Nabvi)

Our Holy prophet (PBUH) was sent by Allah Almighty as a great blessing for mankind (Alanbia21/107). As his teachings were blessing, is an accepted matter of fact, similarly He Himself i.e. His person also proved his blessing for human beings.

In this article,first of all the meanings of barakat are disicussed in the light of dictionaries, holy quran and sunnah than bessings of things pertaining to our Holy Prophet have been discussed. For instance, what were the blessing of his spittle and viscose? Who his blissful hair were a means of benediction? How his blessful nails were source of blessing? How did the blessings appear from his sacred hands? How did the companions of the Holy Prophet (PBUH) kiss his feet because of there benedictions? How did the people gather and use the sacred sweat of the Holy Prophet (PBUH) as a sign of blessing? How did his used clothes, being touched with his holy body cause holiness and blessing? How did his slaves keep his blessing as a token of blessing even the weapons used by the Holy Prophet (PBUHP) was considered as an acquisition of benediction? Such all things connected to the Holy Prophet (PBUH) are agrred and proved in the whole muslim history in the shape of muslim Sofias who live their lives according to Seerat.Rasool(PBUH).

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

برکات نبوی ﷺ

☆ڈاکٹر منیر احمد

☆ڈاکٹر ابرار محی الدین

حمد و ثناء اور تکبیر و تمجید رب العالمین کی ذات بابرکات کے لائق ہے۔ جس نے وسیع و عریض کائنات بنائی اور اس میں لاتعداد مخلوقات پیدا فرمائی۔ پھر ہر جنس میں الگ الگ خوبیاں اور صلاحیتیں رکھیں اور اپنی پوری کائنات میں انسان کو نمایاں ترین مخلوق ہونے کا شرف عطا فرمایا ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ ....(بنی اسرائیل،۱۷/۷۰) ۱ اور پھر انسانوں میں سے جماعت انبیاء کو فضیلت و برتری عطا فرمائی۔ اس معصوم اور پاکباز گروہ میں سید ولد آدم محمد رسول اللہ کو ایسی شان و کمالات سے نوازا جس کی مثال کوئی اور نہیں ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ (البقرہ،۲/۲۵۳) ''انا سید ولد آدم ولافخر آدم ومن سواہ تحت لوائی ولافخر''۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے کردار اور گفتار ورفتار میں ایسی مقناطیسی کشش رکھی وَإِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم،۶۸/۴) جس کی بدولت دور و نزدیک سے لوگ کھنچے چلے آئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص شفقت و محبت کو آپ ﷺ کی شکل میں لوگوں کے سامنے اس طرح آشکار فرمایا کہ آپ کے جسم اطہر اور وہ تمام چیزیں جنہیں آپ کے دست مبارک نے چھوا ان میں بھی حیران کن برکات و فوائد پیدا فرما دئے گئے۔ آنے والے صفحات میں انہیں فیوض و برکات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

برکت کا لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم:

لفظ برکت عربی زبان میں تاء مربوطہ یعنی بَــرْكَة "اور اردو زبان میں لمبی تاء یعنی (برکت) کے رسم الخط میں لکھا جاتا ہے۔ برکت کا اعراب تین طرح آتا ہے مثلاً بَرَكة ، بُرْكة ، اور بركة اعراب کے اختلاف کی وجہ سے معانی میں بھی فرق ہے۔ صاحب مفردات القرآن امام راغب اصفہانی (۴۲۵ھ) اس لفظ کے دو معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پانی کے کھڑے ہونے کی جگہ کو برکۃ (بکسر الباء) اور کسی شئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کو برکۃ (بنصب الباء) کہتے ہیں ''سمی محبس الماء برکۃ؛ والبرکۃ؛ثبوت الخبر الالھی فی الشیء'' (۲)۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسرز شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

اصطلاحی مفہوم:

مولانا سواتی صاحب برکت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ برکت کا لفظی معنی زیادتی اور نشوونما ہوتا ہے مگر مطلق زیادتی نہیں بلکہ ایسی زیادتی جس میں تقدس کا مفہوم پایا جائے جیسے جسم، عمر، علم وغیرہ میں زیادتی ۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص قسم کی زیادتی ہوتی ہے اور اسی کو برکت کا نام دیا گیا ہے (۳)۔

قرآن مجید میں لفظ برکت:

قرآن کریم میں لفظ برکت ۳۲ آیات میں آیا ہے اور قریب قریب تمام آیات میں اسی اصطلاحی مفہوم میں ہی استعمال ہوا ہے ۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں

۱۔ ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ (آل عمران ۳:۹۶)

(بے شک سب سے پہلے جو گھر لوگوں کے (عبادت کرنے) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا اور سارے جہان کو ہدایت کرنے والا ہے)۔

۲۔ ﴿وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا﴾ (الاعراف:۷:۱۳۷)

(اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور گنے جاتے تھے اس ملک کے مشرق اور مغرب کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت دی تھی)۔

۳۔ ﴿قِيْلَ يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ.....﴾ (ھود:۱۱:۴۸)

(اے نوحؑ! ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اترا اور تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں سے جو گروہ پیدا ہوں گے ان پر برکتوں کے ساتھ)۔

۴۔ ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِيْ مُنْزَلاً مُّبَارَكاً وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ﴾ (المومنون:۲۳:۲۹)

(اور کہہ دیجئے اے میرے ربّ اُتار مجھے (اس کشتی) سے برکت کا اُتارنا اور تو بہتر اُتارنے والا ہے)۔

۵۔ ﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ (النور:۲۴:۶۱)

(پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو (یہ دُعا) تحفہ ہے اللہ کی طرف سے برکت والا اور پاکیزہ)

۶۔ ﴿فَلَمَّا جَاءَهَا نُوْدِيَ أَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ (النمل:۲۷:۸)

(جب اس آگ کے پاس (موسیٰؑ) پہنچے تو ان کو آواز آئی مبارک ہے وہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہے)

۷۔ ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴾ (الدخان:۴۴:۳)

(ہم نے اس کو برکت والی رات میں اُتارا تحقیق ہم ہی ڈرانے والے ہیں)۔

۸۔ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الملک:۶۷:۱)

(برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والی ہے)۔

اب ہم رسول اللہ کی ذات میں برکت کے پھوٹتے چشموں کے مناظر کا نقشہ دیکھتے ہیں۔ جس برکت کے لیے اُمت کا ہر مرد و زن، چھوٹا اور بڑا ہر وقت دُعا گو ہے۔ **اللّٰھم بارك علٰى محمد صلى الله عليه وسلم وعلٰى آل محمد** ۔

دعا کی برکات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم کے زمانہ میں قحط پڑا آپ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ جانور ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دُعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بعد راوی کے الفاظ یہ ہیں:

''والذی نفسی بیده ماوضعها حتی ثار السحاب امثال الجبال ثم لم ینزل عن منبره حتی رأیت المطر یتحادر علی لحیة صلی اللّٰه علیه وسلم'' (۴)

(اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی آپؐ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل کی گھٹا اُمڈ آئی اور آپؐ ابھی منبر سے اُترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا بارش کا پانی آپؐ کی ریش مبارک سے ٹپک رہا ہے)۔

رسول اکرم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے مال و اولاد میں برکت کی دُعا فرمائی تھی۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ مجھے نبی اکرم کے پاس لے کر آئیں اور مجھ پر نصف چادر وی ہوئی تھی اور فرمانے لگیں یہ چھوٹا بچہ میرا بیٹا ہے میں اس کو آپ کی خدمت کے لیے لائی ہوں۔ اللہ سے اس کے لیے دُعا فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا:

''اللّٰھم اکثر ماله وولده'' (۵)

(اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی فرما)

حضرت انس فرماتے ہیں:

''فو اللّٰه إن مالی لکثیر و إن ولدی وولد ولدی لیتعا دون علی نحو المائة الیوم'' (۶)

(پس اللہ کی قسم بے شک میرا مال کثیر ہے میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد کی تعداد سو تک ہے)۔

اس سلسلے میں جامع ترمذی کی ایک اور روایت اس طرح ہے:

ابوخلدہؒ فرماتے ہیں میں نے ابوالعالیہ سے کہا کہ کیا انس ﷺ نے اللہ کے نبی سے سنا ہے تو فرمانے لگے کہ حضرت انس ﷺ نے اللہ کے نبی کی دس سال تک خدمت کی اللہ کے نبی نے ان کے لیے دُعا کی (اس کی برکت) سے ان کا ایک باغ تھا جو کہ سال میں دومرتبہ پھل دیتا تھا۔اور اس باغ میں ایک ریحان نامی درخت تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

''كان له بستان يحمل في السنة الفاكهة مرتين و كان فيها ريحان يجد منه ريح المسْك''()

حضرت ام سلیمؓ اور ابوطلحہؓ نے اپنے بچے کی وفات پر جو بے مثال صبر کا مظاہرہ کیا وہ پوری تاریخ اسلامی میں انمول واقعہ ہے۔رسول اکرم کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ نے ان الفاظ میں دُعا فرمائی:

''لعل اللّٰه ان يبارك لكما في ليلتكما''(۸)

(شاید کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تمھاری رات میں برکت فرمادے)۔

جب برکت کا لفظ برکت والی زبان اقدس سے نکلا تو اس کا نتیجہ ابوسفیانؒ فرماتے ہیں:

''فقال رجل من الانصار! فرأيت لها تسعة اولاد كلهم قدقرأ القرآن ''(۹)

(ایک انصاری آدمی کہتے ہیں، میں نے حضرت ابوطلحہ کے نو بیٹے دیکھے جو کہ سب کے سب قاری قرآن تھے)

اس طرح کی بے شمار روایات ہمیں بتاتی ہیں کہ حضور اکرم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ کس طرح بابرکت ثابت ہوئے اور صحابہ کرام کو اس سے کیا کیا فیض حاصل ہوا۔

لعابِ دہن کی برکات:

آپ کا لعاب دہن اور اس کی برکات کا ذکر مستند احادیث میں آتا ہے'' حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو یا اس سے بھی زیادہ تھی۔جب یہ لشکر ایک کنویں پر رُکا تو لشکر نے اس کا سارا پانی کھینچ لیا۔نبی ﷺ کو خبر دی گئی آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کی منڈھیر پر بیٹھ گئے۔آپ کے حکم پر اسی کنویں کا پانی ایک ڈول میں لایا گیا۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں:''قال ائتوني بدلو من مائها فأتي به فبصق فدعا ثم قال دعوها ساعة''(پس جب پانی لایا گیا تو آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور دُعا کی پھر فرمایا کہ کنویں کو تھوڑی دیر کے لیے یوں ہی رہنے دو)۔

''فاروو ا انفسهم وركا بهم حتى ارتحلوا''(۱۰)

(اس کے بعد سارا لشکر خود بھی سیراب ہوتا رہا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پلاتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے وہاں سے کوچ کیا)''۔

اسی طرح برکت کا ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ سے کچھ اس طرح مروی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے موقع پر جب خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے رسول اللہ سے

محسوس کیا کہ آپ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا تمھارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے۔ میرا خیال ہے آپ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں! میری بیوی ایک تھیلا لائی جس میں ایک صاع جَو تھے گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے چکی میں جو پیسے میں نے گوشت کی بوٹیاں کیں اور نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا! میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہہ کردی تھی کہ حضور اکرم اور صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا! میں نے آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو جو ہمارے پاس تھے انہیں پیس لیا ہے اس لیے آپ ایک دو صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم نے بلند آواز سے فرمایا اے خندق والو!''یا اھل خندق ان جابراً قد صنع سوراً فحی ھلابکم ''(اے اہلِ خندق! جابرؓ نے تمھارے لیے کھانا تیار کروایا ہے پس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو) اس کے بعد رسول اکرم نے فرمایا:''جب تک میں نہ آجاؤں ہنڈیا چولھے پر سے نہ اُتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانا شروع کرنا۔'' میں اپنے گھر آیا ادھر حضور اکرم بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے بُرا بھلا کہنے لگی میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور اکرم کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گوندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور اکرم نے اس میں لعاب دہن کی آمیزش کردی اور برکت کی دُعا کی۔ ہنڈیا میں بھی لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دُعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:''اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہنڈیا سے نکالے! لیکن ہنڈیا چولھے سے نہ اُتارے۔'' صحابہ کرام کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ حضرت جابر ؓ کے الفاظ یہ ہیں:

''فأقسم باللّٰہ لقد اکلوا حتی ترکوہ وانحرفوا وانّ برمتنا لتغط کما ھي وان عجیننا لیخبز کما ھو ''(۱۱)

(پس میں اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (شکم سیر ہوکر) کھایا اور کھانا بچ بھی گیا اور جب سب لوگ واپس چلے گئے تو ہماری ہنڈیا اسی طرح اُبل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی، اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں)۔

اسی طرح غزوۂ خیبر کے موقع پر فتح کے لیے مشکلات پیش آ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا:

''لاعطین ھذہ الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللّٰہ علی یدیہ یحب اللّٰہ ورسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہ ''

(کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اسے عزیز رکھتے ہیں)۔

راوی (حضرت سہل بن سعدؓ) بیان کرتے ہیں کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں حضور علَم کسے عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس اُمید کے ساتھ کہ جھنڈا انہیں کو ملے گا۔ لیکن حضور نے دریافت فرمایا کہ

علیؓ بن ابی طالب کہاں ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں! آنحضرت نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ جب وہ لائے گئے تو:

''فبصق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی عینیه ودعاله فبرأ حتی کان لم یکن به وجعٌ''(۱۲)

(آپ نے ان کی آنکھوں پر تھوک لگایا اور ان کے لیے دُعا کی اس دُعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہوگئیں جیسے پہلے کوئی بیماری ہی نہ تھی)۔

ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ جب غارِ ثور پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے اندر جا کر صفائی کی اور کچھ سوراخ تھے جو کچھ تو انہوں نے اپنا تہہ بند پھاڑ کر بند کیے اور جو دو بچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں پر اپنے پاؤں رکھ دیئے پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آغوش میں سر رکھ کر سو گئے ادھر حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا۔ لیکن اس ڈر سے ہلے نہیں کہ رسول اللہ جاگ نہ جائیں۔ شدت تکلیف سے آپ کے آنسو رسول اللہ کے چہرے پر ٹپک گئے (اور آپ کی آنکھ کھل گئی)۔ آپ نے پوچھا ابوبکرؓ تمھیں کیا ہوا ہے؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ نے اس پر لعابِ دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی (۱۳)۔

موئے مبارک کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے حساب حسن و جمال عطا فرمایا اور آپ ﷺ کے جسم مبارک اور جسم سے چھونے والی ہر چیز میں خیر اور برکت بھی وافر ودیعت فرمائی۔ صحیح روایات میں آپ ﷺ کے موئے مبارک کی برکات کا ذکر موجود ہے۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہبؒ فرماتے ہیں: مجھے میرے گھر والوں نے حضرت اُم سلمہؓ کے پاس پانی کا ایک (چاندی کا) پیالہ دے کر بھیجا (راوی نے تین انگلیاں پکڑ کر اس پیالے کی طرح بنا کر دکھائیں) جس میں نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک تھا جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو حضرت ام سلمہؓ کے پاس پانی (کا برتن) بھیج دیتا۔ پھر فرماتے ہیں:

''فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمرا''(۱۴)

(میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال دیکھے)۔

علامہ عینی نے یہ حدیث کچھ شرح کے ساتھ ذکر کی ہے۔(۱۵)

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے تو محبت کرتے ہی تھے مگر جس چیز کی رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہوتی اسے بھی دنیا و مافیھا سے بہتر جانتے اور سنبھال کر رکھتے اور بوقت ضرورت استعمال میں لاتے۔ مثلاً حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

''ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لما حلق رأسه کان ابو طلحة اوّل من اخذ من شعره''(۱۶)

(بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے جب سر منڈوایا تو سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بال مبارک پکڑے (برکت کے لیے)۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ واقعہ اور بھی واضح ہے۔اس روایت کے راوی بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ:

''حضور ﷺ جب حج کے موقع پر قربانی سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سر کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کر دیا اس نے بال مبارک مونڈ دیئے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ کو بلایا اور ان کو یہ بال عطا کیے اس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا مونڈ دو! اس نے ادھر کے بال بھی مونڈ دیئے آپ ﷺ نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیے اور فرمایا یہ بال لوگوں میں بانٹ دو'' (۱۷)۔

امام ابن سیرین حضرت عبیدہؓ سے یہ قول نقل کرتے ہیں:

''قال: لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا و مافیها'' (۱۸)

(اگر حضور ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہوتا)۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس حدیث سے آپ ﷺ کے بال مبارک سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے۔

''وفیه التبرک بشعر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وجواز اقتنائه'' (۱۹)

موئے مبارک کی برکات کے متعلق حضرت عثمانؓ بن عبداللہ بن موہب سے بھی مذکور ہے کہ جو کہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کا سر مبارک مونڈ رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد گھوم رہے تھے۔''فما یریدون ان تقع شعره الافی ید رجلٍ'' (۲۰) (وہ چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا کوئی بال زمین پر گرنے کے بجائے ان میں سے کسی کے ہاتھ پر گرے)۔

حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں حضرت ثابت البنانی کی یہ روایت ذکر کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''هذه شعرة من شعر رسول اللّٰه فضعها تحت لسانی قال فوضعتها تحت لسانه فدفن وهی تحت لسانه'' (۲۱)

(یہ اللہ کے رسول ﷺ کا بال ہے پس تم اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا وہ کہتے ہیں میں نے وہ بال آپؓ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور انہیں اس حال میں دفنایا گیا کہ وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا)۔

حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے: کہ حضرت خالدؓ بن ولید کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ایک دفعہ دوران جنگ وہ ٹوپی گر پڑی تو اسے لینے کے لے تیزی سے دوڑ پڑے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی ایک کثیر تعداد اس جنگ میں شہید ہوئی تھی۔اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالدؓ بن ولید نے فرمایا: ''لم افعلها بسبب القلنسوة، بل لما تضمنته

من شعره ﷺ لئلا اسلب من برکتها وتقع فی ایدی المشرکین ''(۲۲) (میں نے صرف ٹوپی کے حصول کے لیے اتنی تگ ودونہیں کی تھی بلکہ اس لیے کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں اس کی برکت سے محروم نہ ہوجاؤں اور دوسرا یہ کہ وہ کفار ومشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے)۔

عبدالحمید بن جعفر فرماتے ہیں: کہ یرموک کی جنگ میں یہ ٹوپی سر سے غائب تھی جب تک وہ نہیں ملی حضرت خالدؓ بن ولید نہایت الجھن میں رہے اور ملنے کے بعد اطمینان ہوا اس وقت آپؓ نے یہ ماجرا بیان فرمایا کہ:

''فما وجهت فی وجه الا فتح لی''(۲۳)

(میں نے جدھر بھی رُخ کیا اس موئے مبارک کی برکت سے فتح حاصل کی)

ناخن مبارک سے حصول برکت:

حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ منیٰ میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو اپنے موئے مبارک اور ناخن مبارک کٹوا کر عطا فرمائے جن کو انہوں نے بطور تبرک سنبھال کر رکھا حدیث میں ہے:

''فحلق رسول الله ﷺ رأسه فی ثوبه فأعطاه فقسم منه علی رجال وقلم أظفاره فأعطاه صاحبه''(۲۴)

(نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر میں سر مبارک منڈوایا اور بال انہیں عطا کر دیئے جس میں سے کچھ انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر آپ ﷺ نے ناخن مبارک کٹوائے وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو عطا کر دیئے)۔

آپ ﷺ کا عصا اور اس کی برکات:

نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عصا بھی استعمال فرمایا۔ ویسے عصا رکھنا انبیاء کرام کی سنت بھی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے۔ ''التوکؤ علی العصا من اخلاق الانبیاء کان لرسول الله ﷺ عصاً یتوکأ علیها ویأمر بالتوکؤ علی العصا''(۲۵)۔ عصا کو سہارا بنانا اور ٹیک لگانا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کے پاس بھی ایک عصا مبارک تھا۔ جس پر آپ ﷺ ٹیک لگاتے اور صحابہ ﷺ کو بھی عصاء رکھنے اور اس پر سہارا لینے کی تلقین فرماتے تھے۔

انگشت ھائے دست مبارک کی برکات:

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں جس طرح اپنی ہیئت کے اعتبار سے خوب صورت تھیں اسی طرح وہ نہایت درجہ بابرکت بھی ثابت ہوئیں اور صحابہ کرام ﷺ نے ان سے فیض حاصل کیا۔ مثلاً حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ نے بیان کیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اور عصر کی نماز کا وقت ہوگیا۔ ہمارے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ ایک برتن میں ڈال کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آنحضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا آؤ وضوء کرلو۔ یہ اللہ کی طرف سے برکت

ہے۔فرماتے ہیں میں نے دیکھا:''رأیت الماء یتفجر من بین أصا بعہٖ فتوضأ الناس و شربوا''(۲۶)۔پانی آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔چنانچہ سب لوگوں نے وضو کیا اور پیا بھی۔

ایک اور روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بھی اس طرح کے واقعہ کو حدیبیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لوگوں کو بہت پیاس لگی ہوئی تھی۔نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اتنے میں لوگ آپ ﷺ کے پاس آگئے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ ﷺ کے سامنے ہے اس کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک چھاگل میں رکھ دیا۔''فجعل الماء یثور بین اصابعہٖ کأمثال العیون فشر بنا و توصأنا''(۲۷)(پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو کیا)۔حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں اس وقت ہم تعداد میں تقریباً پندرہ سو تھے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن(پانی کا)پیش کیا گیا۔آنحضرت ﷺ اس وقت حدیبیہ کے قریب مقام زوراء میں تشریف فرماتے۔آپ ﷺ نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو اس میں پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا۔

''فجعل الماء ینبع من بین اصابعہ فتوضأ القوم''(۲۸)

پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔حضرت انس ؓ فرماتے ہیں اس وقت لوگوں کی تعداد تین سو یا اس کے قریب قریب تھی۔

ایک دوسری روایت میں حضرت انس ؓ نقل کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا جن کے گھر مسجد نبوی سے قریب تھے انہوں نے وضو کر لیا لیکن بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پتھر کی بنی ہوئی ایک گیلن لائی گئی اس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ تھا کہ آپ ﷺ اس کے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے۔چنانچہ آپ ﷺ نے انگلیاں ملالیں اور گیلن کے اندر ہاتھ کو ڈال دیا پھر(اس پانی سے)باقی جتنے لوگ رہ گئے تھے سب نے وضو کیا حضرت انس ؓ فرماتے ہیں ہم اس وقت تعداد میں اسی آدمی تھے(۲۹)۔

دست مبارک کی برکات:

حضور اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے کئی مواقع پر برکت کا نمایاں طور پر ظہور ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے کئی طرح سے فیض پایا مثلاً

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہا تھا تو میرے قریب سے رسول

اکرم ﷺ اور ابو بکر ؓ گزرے انہوں نے پوچھا کہ اے بچے! کیا دودھ والی بکری تیرے پاس ہے؟ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ دودھ والی بکری تو ہے مگر وہ امانت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایسی بکری کے متعلق پوچھا جو دودھ نہیں دیتی تھی تو عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: ''فأتیتهٗ بشاة فمسح ضرعها فنزل لبن'' (۳۰) میں ان کے پاس بکری لے کر آیا تو انہوں نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ نکل آیا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کی بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر ان کو بھول جاتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلائی۔ ''قال فغرف بیده ثم قال ضم فضممتهٗ فما نسیت شیئاً بعدهٗ'' (۳۱) ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے چلو بھرا پھر فرمایا اس کو ملا لو تو میں نے ملا لیا اس کے بعد میں کبھی کوئی چیز نہیں بھولا۔

حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ کو اللہ کے رسول ﷺ نے چند لوگوں کا امیر بنا کر ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے روانہ کیا تو قتل کے بعد راستے میں حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو واپس اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک ؓ سے فرمایا۔

''ابسط رجلك فبسطت رجلی فمسها فكأ نها لم اشتكیها قط'' (۳۲)

(اپنی ٹانگ کو پھیلاؤ تو میں نے اپنی ٹانگ کو پھیلایا تو آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا ٹانگ ایسے درست ہوگئی جیسے اس کو کبھی تکلیف تھی ہی نہیں)۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم مجھے ذوالخلصہ سے کیوں نہیں آرام پہنچاتے یہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا یہ سب اچھے سوار تھے۔ مگر میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح کر نہیں پاتا تھا۔

''فضرب فی صدری حتی رأیت اثر اصابعه فی صدری وقال اللّٰهم ثبته واجعله هادیاً مهدیاً'' (۳۳)

(آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے میں پایا پھر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دے اور اسے راستہ بتانے والا اور خود راستہ پایا ہوا بنا دے)

پھر وہ اس بت خانہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس کو گرا کر آگ لگا دی۔ حافظ ابن حجر کا قول ہے۔

''فكان ذالك للتبرك بیده المباركة'' (۳۴)۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر دست اقدس پھیرا تو اس کی برکت سے سر اور داڑھی کے بال عمر بھر سیاہ رہے۔''قال ابوزید قال لی رسول اللہ ﷺ ادن منی قال فمسح بیدہ علی راسی ولحیتی قال ثم قال اللّٰھم جملہ و ادم جمالہ''(۳۵)(رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دُعا کی۔الٰہی اسے زینت بخش اور اس کے حسن و جمال کو گندم گوں کر دے)۔

قدم مبارک کی برکات:

نبی اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک بھی بابرکت تھے اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔مثلاً ام ابان اپنے دادا زارع بن عامر رضی اللہ عنہ (جو وفد عبدالقیس کے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے) سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا۔

''لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ ﷺ و رجلہ''(۳۶)

جب ہم مدینہ منورہ گئے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اُترے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔

روایتوں میں آپ ﷺ کے قدم کے بابرکت ہونے کے بہت سے واقعات مذکور ہیں۔ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔کہ وہ اسلام سے پہلے جاہلیت میں حج کرنے گئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص طواف میں مصروف ہے اور اس کی زبان پر شعر میں دُعا ہے۔

''ردالــــی راکبـــی مـــحـــمـــداً　　یـــاربّ رد واصـــطـــنـــع عـــنـــدی یـــدا''

ترجمہ: اے میرے پروردگار میرے سوار محمد کو واپس بھیج اور مجھ پر یہ ایک احسان کر۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ عبدالمطلب ہیں۔ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔انہوں نے اپنے پوتے کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا اور وہ اب تک لوٹ کر نہیں آیا ہے۔ان کا یہ پوتا ایسا ہے کہ انہوں نے جس کام کے لیے اس کو بھیجا ہے ان کو کامیابی ہوتی ہے۔کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ اونٹ لے کر واپس آتے نظر آئے عبدالمطلب نے سینہ سے لگا لیا(۳۷)۔

پسینہ مبارک کی برکات:

حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر سے ہمیشہ پاکیزہ خوشبو آتی تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خوشبو کو مشک وعنبر اور پھول کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوشش ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو حاصل کی جائے اور اگر ممکن ہوتا تو وہ نبی اکرم ﷺ کے

پسینہ مبارک کو اکٹھا کر کے ایک شیشی میں محفوظ کر لیتے تھے۔ مثلاً

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ام سلیمؓ کے پاس (قیلولہ کرنے کے لیے) آتے اور اس کے بستر پر سو جاتے تو وہ گہری نیند سوتے تو ان کو بہت زیادہ پسینہ آتا۔ حضرت ام سلیمؓ روئی کے ساتھ پسینہ مبارک کو اکٹھا کرتی تھیں اور پھر اس کو شیشی میں ڈال لیتی پھر اس کو خوشبو میں ڈالتی جو ان کے پاس تھی۔

''وکانت تأخذ عرقه بقطنة فتجعله في قارورة فتجعله في سك عندها''(۳۸)۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم حضور ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھا دیتی تھیں اور آنحضرت ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔

''فاذا نام النبی ﷺ اخذت من عرقه وشعره فجمعته في قارورةٍ ثم جمعته في سكٍ''(۳۹)۔

پھر جب آپ ﷺ سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو ام سلیمؓ نے آنحضرت ﷺ کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) بال آپ ﷺ کے لیے اور (پسینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں ملا لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیمؓ آپ ﷺ کے بدن مبارک کا پسینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں آنحضرت ﷺ جاگے تو فرمایا! ام سلیمؓ یہ کیا کر رہی ہو! انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کا پسینہ خوشبو میں ڈالنے کے لیے جمع کر رہی ہوں۔ وہ خود بھی نہایت خوشبو دار ہے(۴۰)۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لیے آپ ﷺ کا پسینہ اپنے بچوں کے لیے جمع کرتی ہیں۔ چنانچہ حنوط میں آپ ﷺ کے بال اور پسینہ ملے ہوئے تھے۔ ایک اور روایت حضرت احمد سے منقول ہے کہ:

''توفی انس بن مالك فجعل في حنوطه سكة، سك ومسكة فيها من عرق رسول الله ﷺ''(۴۱)

(جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کے حنوط میں ایسی خوش بو ملائی گئی جس میں حضور اکرم ﷺ کے پسینے کی خوشبو تھی)۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

''فلما حضر انس بن مالك الوفاة آوصى إلى أن يجعل في حنوطه من ذالك السك قال فجعل في حنوطه''(۴۲)۔

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط میں اس خوشبو کو ملایا جائے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔

کپڑوں سے حصولِ برکت:

آنجناب ﷺ کے زیرِ استعمال لباس میں سے بھی عجیب خوشبو آیا کرتی تھی اس سلسلے میں ایک روایت میں ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا اس موقع پر آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بھی غسل دے سکتی ہو پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دینا۔ چنانچہ جب ہم غسل دے چکیں تو آپ ﷺ کو خبر دی اور آپ ﷺ نے اپنا ازار عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے اس کے بدن سے لپیٹ دو (۴۳) حضرت عبداللہ بن سعد ؓ غزوۂ تبوک میں شہید ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں اپنی مبارک قمیص کا کفن دیا (۴۴)۔

حضرت علی ؓ کی والدہ حضرت فاطمہ ؓ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ نے ان کی تجہیز و تکفین کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا۔ غسل کے بعد جب قمیص پہنانے کا موقع آیا تو آپ ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک عورتوں کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ یہ کرتہ انہیں پہنا کر اوپر کفن لپیٹ دیں۔ (۴۵)

نبی کریم ﷺ کے جبہ کے متعلق حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ:

''هذه كانت عند عائشة حتى قُبضت فلما قُبضت قبضتها و كان النبي ﷺ يلبسها فنحن نغسلها للمرضىٰ لنستشفىٰ بها''(۴۶)

(یہ جبہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس تھا جب وہ فوت ہوئیں تو اس کو میں نے لے لیا اور نبی اکرم ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے تو ہم اس کو دھوتے اور مریضوں کے لیے اس سے شفا حاصل کرتے)۔

آپ ﷺ کی مس شدہ چیزوں سے حصول برکت:

حضور اکرم ﷺ نہایت معزز اور بابرکت شخصیت کے حامل تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ سے جہاں کئی طرح کے طریقوں سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے وہاں ان کی ایک کوشش یہ بھی ہوتی تھی کہ جس چیز کو آپ ﷺ نے چھوا ہے یا کسی چیز کا آپ ﷺ سے مس ہو گیا ہو تو اس کو برکت کے حصول کے لیے محفوظ کر لیا جائے۔ مثلاً

حضرت ابو بردہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا وہاں میری ملاقات عبداللہ ؓ بن سلام سے ہوئی تو انہوں نے کہا میرے ساتھ گھر چلو

''فأسقيك في قدح شرب فيه رسول الله ﷺ''(۴۸)

(میں تمھیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا تھا)۔

ایک اور روایت میں حضرت سھل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ صحابہ ؓ کے ساتھ ثقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور فرمایا:

''اسقنا یاسھل ، فخرجت بھذا لقدح فاسقیتھم فیه فاخرج لنا سھل ذالك القدح فشربنا منه قال ثم استوھبه عمر بن عبدالعزیز بعد ذالك فوھبه له''(۴۹)

(سھل پانی پلاؤ! میں نے ان کے لیے پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ حضرت سہل ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں (پانی) پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ان سے مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ھبہ کر دیا تھا)۔

حضرت انس بن مالک ؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا پانی کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹی ہوئی جگہوں کو چاندی کی زنجیر سے جوڑ لیا۔ عاصم کہتے ہیں کہ:

''رأیت القدح فشربت فیه''(۵۰)

(میں نے وہ پیالہ دیکھا اور اس میں، میں نے پانی بھی پیا ہے)۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ؓ پیالہ کو بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے استعمال کرتے تھے

عطا کردہ چھڑی تلوار بن گئی:

آپ ﷺ نے ایک موقع پر حالت جنگ میں جب ایک صحابی کی تلوار ٹوٹ گئی تو انہیں ایک چھڑی عطا فرمائی جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں گئی تو وہ نہایت شاندار، لمبی، چمک دار، مضبوط تلوار بن گئی تو انہوں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ اور وہ تلوار عون کے نام سے موسوم ہوئی

''أبیض الحدیدة فقاتل به حتی فتح اللّٰه تعالیٰ علی المسلمین و کان ذالك السیف یسمی العون ''(۵۱)۔

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش ؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔

''فرجع فی ید عبداللّٰه سیفاً''(۵۲)۔

جب وہ حضرت عبداللہ ؓ کے ہاتھ میں گئی تو (نہایت عمدہ) تلوار بن گئی۔

اسی طرح ایک اور روایت میں نبی ﷺ کے دست مبارک کے لمس کی برکت سے کھجور کی شاخ میں روشنی آگئی۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان ؓ ایک اندھیری رات میں طوفان باد و باراں کے دوران دیر تک حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے، جاتے ہوئے آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطاء فرمائی اور فرمایا۔

''خذھذافسیضیئ لك امامك عشرا و خلفك عشراً فاذا دخلت بیتك فرأیت سوادا فی زاویة البیت فاضربه قبل ان تکلم فإنه الشیطان''(۵۳)

(اسے لے جاؤ! یہ تمھارے لیے دس ہاتھ تمھارے آگے اور دس ہاتھ تمھارے پیچھے روشنی کرے گی۔ اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمھیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی پس تم اسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے)

حضرت قتادہؓ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لیے روشن ہو گئی، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہیں انہوں نے اس سیاہ چیز کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

برکتوں کی یہ برسات دیدۂ بینار کھنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا پیغام ہے کہ یہی وہ رہبر و رہنما ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے اسی سے تعلق اور محبت دنیا کے اندھیروں میں اجالے کا سبب ہے۔ اسی انسان کامل کے نقش پا پر چلنے والوں کیلئے قبر اور حشر کی تاریکیاں روشنی اور نور میں بدل جائیں گی۔ راہ ہدایت کے متلاشیوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی آپﷺ میں ان برکتوں کا ظہور فرمایا۔ جس دایہ کی گود میں گئے اس کی گود برکتوں سے معمور ہو گئی۔ جس سواری پر سوار ہوئے وہ سواری تاریخ میں نمایاں مقام پا گئی۔ برکتوں کا یہ چشمہ صافی دنیا بھر کے انسانوں کیلئے پیغام امن و خوشحالی بنا۔ ظلم و جہالت کی تاریکیوں میں سراج منیر بن کر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا یہ خزانہ ایک فیصلہ کن دلیل بن کر آیا کہ اب جس نے اللہ سے محبت کرنا ہو وہ آپﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دامن تھام لے۔ اس اطاعت کے صحیح تقاضے صرف کتابوں کو پڑھ کر پورے نہیں کئے جا سکتے کتابوں سے علوم منبوت تو حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن برکات نبوت جن کا اس مضمون میں ذکر ہوا ہے وہ صرف اہل اللہ کی محفلوں کے صدقے ہی حاصل ہوتی ہیں وہ اہل اللہ جن کی محفلیں یا خانقاہیں محافل رسول کی سچی تصویر پیش کرتی ہیں

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریز نہ شد

حوالہ جات

۱۔ مسلم بن الحجاج، القشیری، الامام، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۵۹۴۰، مکتبہ دار السلام الریاض ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۲۔ حسین بن محمد المفضل 'العلامہ الراغب اصفہانی، امام (ت ۴۲۵ھ) ''مفردات الفاظ القرآن'' تحقیق صفوان عدنان داوودی'' دار القلم الطباعۃ والنشر بیروت

۳۔ سواتی، عبدالحمید، صوفی، مولانا، شمائل ترمذی مع اردو ترجمہ و شرح، ۱/۱۷۴، مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ۔

۴۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۹۳۳، مکتبہ دار السلام الریاض، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔

۵۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۶۳۷۲۔

٦۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٦٣٧٦۔

٧۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، رقم الحدیث:٣٨٣٣، مکتبہ دار السلام الریاض، ١٤٢٠ھ/١٩٩٩ء۔

٨۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:١٣٠١۔

٩۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:١٣٠١۔

١٠۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٤١٥١۔

١١۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٤١٠٢۔

١٢۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٤٢١٠۔

١٣۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، ص ٢٥٨، مکتبہ شیش محل روڈ لاہور۔

١٤۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٥٨٩٦۔

١٥۔ عینی، محمود بن احمد بن موسیٰ، بدر الدین، عمدۃ القاری، ٢٢/ ٤٩۔

١٦۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:١٧١۔

١٧۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٣١٥٥۔

١٨۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:١٧٠۔

١٩۔ ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، فتح الباری، ١/ ٢٧٤، مکتبہ دار المعرفہ بیروت لبنان۔

٢٠۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٦٠٤٣۔

٢١۔ ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ١/ ١٢٧، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

٢٢۔ قاضی عیاض، عیاض بن موسیٰ، ابو الفضل، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ٢/ ٤٤، عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

٢٣۔ واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، ٣/ ٨٨٤ جامعہ آکسفورڈ۔

٢٤۔ احمد بن حنبل، المسند، ٤/ ٤٣، رقم الحدیث:١٦٥٨٨، مکتبہ بیت الافکار الدولیہ لبنان، ٢٠٠٤ء۔

٢٥۔ ابن جوزی، عبد الرحمٰن، جمال الدین، الوفاء، رقم الحدیث:١٣٦٨۔

٢٦۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٥٦٣٩۔

٢٧۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٣٥٧٦۔

٢٨۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٣٥٧٢۔

٢٩۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:٣٥٧٥۔

٣٠۔ احمد، المسند، رقم الحدیث:٣٥٩٨۔

۳۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۱۱۹۔

۳۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۴۰۳۹۔

۳۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۴۳۵۶۔

۳۴۔ ابن حجر، فتح الباری، ۸/۷۲۔

۳۵۔ احمد، المسند، رقم الحدیث:۲۱۰۱۳۔

۳۶۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، رقم الحدیث: ۵۲۲۵، مکتبہ دارالسلام الریاض، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۳۷۔ نعمانی، شبلی، مولانا، سیرت النبی، ۳/ ۳۳۸۔

۳۸۔ ابویعلی، المسند، رقم الحدیث:۳۷۶۹۔

۳۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۶۲۸۱۔

۴۰۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۶۰۵۵۔

۴۱۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۱/ ۲۴۹، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء۔

۴۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۶۲۸۱۔

۴۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۱۲۵۷۔

۴۴۔ ابن اثیر، مبارک بن محمود، ابوالسعادات، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ۳/ ۲۰۷، مکتبہ اسلامیہ تہران۔

۴۵۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۲۴/ ۳۵۱۔

۴۶۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۵۴۰۹۔

۴۷۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۳۳۴۷۔

۴۸۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۵۶۳۷۔

۴۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۳۱۰۹۔

۵۰۔ ابن حجر، فتح الباری، ۱۱/ ۴۱۱۔

۵۱۔ ابن حجر، الاصابہ، ۴/ ۳۶۔

۵۲۔ ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، ابوبکر، صحیح ابن خزیمہ، ۲/ ۸۰۲، رقم الحدیث: ۱۶۶۰، المکتب الاسلامی بیروت، ۲۰۰۳ء

۵۳۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۱/ ۲۴۹، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء۔